45623-زراعت کے لیے اجرت پر حاصل کردہ اراضی کی زکاۃ کس پر ہوگی ؟

سوال

ایک شخص نے زراعتی زمین کرایہ پر حاصل کی، توکیا اس کی زکاۃ مالک کے ذمہ ہے یا کہ کرایہ دار پر؟
اوراگر یہ زکاۃ کرایہ دار کے ذمہ ہے توکیا وہ زمین سے حاصل ہونے والی مکمل آمدنی پر ہوگی، یا کہ کرایہ ادا کر کے باقی ماندہ آمدن پر؟

پسندیدہ جواب

اگر توزمین کا مالک خودزرعی زمین کاشت کرتا ہے، تواس سے حاصل ہونے والی آمدن کی زکاۃ بھی مالک کے ذمہ ہے، اوراگرزمین کا مالک زمین کسی دوسرے کو دے یا عاریتا دے کہ وہ اسے کاشت کرلے تواس سے حاصل ہونے والی آمدن کی زکاۃ کاشت کرنے والے پر ہوگی.

اہل علم نے کرایہ پر حاصل کردہ زمین کی زکاۃ میں اختلاف کیا ہے، کہ آیا اس کی زمین مالک کے ذمہ ہے یا کرایہ پر حاصل کرنے والے کاشت کار پر جمہور اہل علم کے ہاں اس کی زکاۃ کاشت کار کے ذمہ ہے، لیکن احناف کے ہاں اس کی زکاۃ مالک کے ذمہ واجب ہے.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

کھجور، گندم اورجو میں اس وقت زکاۃ نہیں جب تک کہ وہ ایک فرد کے پاس اورایک ہی صنف پانچ وسق تک نہ پہنچ جائے، اوروسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، اورایک صاع چار مد کا جوکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مد جتنا اورایک مد ڈیڑھ سے سوا رطل مد کے چھوٹا بڑا ہونے کے درمیان ہوتا ہے.

چاہے وہ اپنی زمین میں اس نے کاشت کی ہو یا کسی دوسرے کی زمین میں زمین غصب کر کے، یا جائز اورناجائز معاملات کر کے، جب نہ غصب کردہ نہ ہو چاہے وہ زمین خراج والی ہو یا عشر والی.

اور یہ قول جمہور لوگوں کا ہے، اورمالک، شافعی، احمد، اورابوسفیان رحمہم اللہ نے یہی کہا ہے.

اورابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

کم ہو یا زیادہ اس کی زکاۃ ادا کرے گا، اوراگر وہ خراج والی زمین میں ہو تواس میں زکاۃ نہیں، اوراگرزمین کرایہ پر ہو تواس کی زکاۃ زمین کے مالک پر ہے نہ کہ کاشت کار پر.

دیکھیں : المحلی ابن حزم (47/4).

احناف کے قول کو آئمہ کرام نے رد کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے نہ کہ زمین کا حق جیسا کہ احناف کہتے ہیں.

ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اورجس شخص نے زمین کرایہ پر حاصل کر کے کاشت کی توعشر اس پر ہوگی نہ کہ مالک پر، امام مالک، ثوری، اورشریک، اورابن مبارک، شافعی اورابن منذر رحمہم اللہ کا یہی قول ہے.

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ زمین کے مالک پر ہے، کیونکہ یہ اس کے بوجھ میں سے ہے، لہذا خراج کے مشابہ ہے.

اور ہمارے ہاں یہ ہے کہ: یہ فصل میں ہے، لہذا فصل کے مالک پر ہوگی جیسے کہ تجارت کے لیے تیار کردہ چیز کی قیمت کی زکاۃ کی طرح، اور اپنی ملکیتی زمین کی فصل کی عشر کی طرح.

اور ان کا یہ کہنا صحیح نہیں: کہ یہ زمین کے بوجھ میں سے ہے؛ کیونکہ اگر یہ زمین بوجھ اور حق میں سے ہوتی تو پھر خراج کی طرح کاشت کے بغیر بھی واجب ہوتی، اور خراج کی طرح ذمی پر بھی واجب ہوتی، اور پھر اس کا اندازہ زمین کے حساب سے لگایا جاتا نہ کہ فصل کے حساب سے، اور اسے فئ کے مصاریف میں صرف کرنا واجب ہوتا، نہ کہ زکاۃ کے مصاریف میں.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (2/313-314).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (6/88).

دوم:

اور اس لیے کہ زکاۃ کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے لہذا جب نصاب پورا ہو جائے یعنی پانچ وسق ہو اور ایک وسق ساٹھ صاع ہے، اور نصاب (657) کلو بنتا ہے تو اسے حاصل ہونے والی ساری آمدنی سے زکاۃ نکالنا ہوگی.

زکاۃ ادا کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ اس میں سے زمین کا کرایہ کم کرے چاہے وہ فصل فروخت کرنے کے بعد جہالت یا غلطی یا تاویل کے ساتھ اور زکاۃ کی ادائیگی سے قبل ہو.

اہل علم کے اقوال میں سے صحیح قول یہ ہے کہ زمین پر آنے والے خرچ میں سے کوئی بھی خرچ فصل سے نہیں نکال سکتا.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کاشت کار کے لیے جائز نہیں کہ وہ کاشت کرنے یا کٹائی کرنے، یا اسے گاہنے، یا کھجور توڑنے یا کنواں کھودنے کا خرچ شامل کر کے اسے زکاۃ سے نکال دے، چاہے اس نے اس خرچ کے لیے قرض لیا ہو یا قرض نہ لیا ہو، یہ خرچ فصل کی ساری قیمت یا پھل پر آیا ہو یا نہ، اور اس جگہ سلف کا اختلاف ہے.... اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ابو محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور گندم، اور جو میں بالجملہ زکاۃ واجب قرار دی کہ جب وہ نصاب پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اس میں زکاۃ ہے، اور اس میں سے کاشت کار کا خرچہ اور کھجور کے باغ والے کا خرچ نہیں نکالا اس لیے اللہ تعالی نے جو حق واجب کیا ہے اسے قرآن و سنت کی نص کے بغیر ساقط کرنا جائز نہیں ہے، یہ امام مالک، اور امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ہمارے اصحاب کا قول ہے.

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4/66).

واللہ اعلم.